بیٹے کی وفات پر صبر اور اُس کا اجر

مدرّس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

((اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ لِمَلَائِکَتِہٖ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ! فَیَقُوْلُ: قَبَضْتُمْ ثَمْرَۃَ فُؤَادِہٖ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ! فَیَقُوْلُ: مَا ذَا قَالَ عَبْدِیْ؟ فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَکَ وَاسْتَرْجَعَ، فَیَقُوْلُ اللّٰہُ: ابْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ)) (۱)

حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جب کسی بندے کا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ (روح قبض کرنے والے) اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ تم نے اس کے دل کا پھل اُس سے لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں: جی ہاں! پھر فرماتا ہے کہ اس بندے نے اس حادثہ پر کیا کہا (اور اپنا کیا تاثر ظاہر کیا)؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اس بندے نے آپ کی حمد کی‘ آپ کا شکر کیا‘ اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا (یعنی ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کے جانے والے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (اس کے اس صابرانہ رویہ پر) اس کے لیے جنت میں ایک عالیشان گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔‘‘

زندگی میں انسان کو مشکلات بھی آتی ہیں اور صدمات سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے لمحات پر اسلام صبر کا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ گھر کے کسی فرد یا عزیز دوست کی وفات بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ زندگی اور موت کا مالک ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جس سے فرار ممکن نہیں۔ چھوٹے بڑے اور نیک و بد ہر شخص پر موت کا وقت آ پہنچتا ہے جو پس ماندگان کے لیے بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر صبر بہت بڑے اجر کا باعث ہے۔

اس حدیث میں ہے کہ ایک صاحب کا بچہ فوت ہوگیا۔ اس صدمہ پر اس نے الحمدللہ کہا اور پھر انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) پڑھا۔ نہ آہ و زاری کی‘ نہ رویا پیٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس رویے پر جنت میں اس کے لیے محل تعمیر کروا دیا اور اس کا نام بیت الحمد رکھا گیا۔

[کسی فرد کی موت پس ماندگان کے لیے بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے‘ مگر اسے اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرنا بڑے ثواب کا باعث ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) سنن الترمذی‘ ابواب الجنائز‘ باب فضل المصیبۃ اذا احتسب‘ قال ابوعیسیٰ ھذا حدیث حسن غریب۔

’’اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے ایمان والے بندے کے کسی پیارے کو میں اٹھالوں اور وہ ثواب کی امید پر صبر کرے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں‘‘۔ جس بندے کو کسی عزیز کی وفات پر صدمہ پہنچے تو اس کے سامنے ہمدردی کے کلمات کہنا اور صبر کی تلقین کرنا ایک اچھا عمل ہے جس سے غم زدہ کا غم ہلکا ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کی تو اس کے لیے مصیبت زدہ کا سا ہی اجر ہے‘‘۔ (جامع ترمذی‘ سنن ابن ماجہ)

ہر چھوٹی بڑی تکلیف اور صدمے پر اللہ تعالیٰ اپنے ایمان والے بندے کو اجر عطا فرماتا ہے اگر وہ ایسے موقع پر صبر کرتا ہے۔ کوئی غم‘ مصیبت یا صدمہ جو کسی بندے کو پہنچتا ہے‘ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیۂ مبارکہ کا: ﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ﴾ (التغابن: ۱۱) ’’نہیں پہنچتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے‘‘۔ اگر یہ صدمہ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ضرور اس میں کوئی حکمت ہے‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ جہاں رحمٰن و رحیم ہے وہاں الحکیم بھی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے ہر کام کی حکمت نہیں سمجھ سکتا۔ سورۃ الکہف میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ نقل ہوا ہے۔ اس میں ایک بات یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ جب حضرت خضر نے ایک معصوم بچے کو ناحق قتل کر دیا تو موسیٰ علیہ السلام گویا ہوئے کہ آپ نے خواہ مخواہ اس معصوم کی جان لے لی؟ حضرت خضر نے بعد میں اپنے اس اقدام کی حکمت یہ بتائی کہ بچہ بڑا ہو کر اپنے ماں باپ کا نافرمان ہوتا اور ان کے ایمان کے لیے بھی خطرہ ثابت ہوتا‘ چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا‘ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بعد صالح اولاد عطا فرمائے گا۔ حضرت خضر نے قتل معصوم کا اقدام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی کا یہ فرمان ہے کہ ﴿عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ﴾ (البقرة: ۲۱۶) ’’ہوسکتا ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو‘‘۔ حدیث زیر درس میں بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی گئی۔ وہ باپ کے دل کا ثمرہ تھا‘ لخت جگر تھا۔ اس کی وفات باپ کو غمگین کر گئی مگر اس غم کی برداشت پر اسے جنت میں اونچا مقام مل گیا اور اس صدمے پر اس کا صبر اس کی عاقبت سنوار گیا۔

کسی شخص کی وفات پر پس ماندگان سے تعزیت کرتے وقت عام طور پر کہا جاتا ہے: ’’بڑا افسوس ہے‘‘۔ یہ جملہ ناواقفیت کی بنا پر یا رسمی طور پر بولا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور اس کا کوئی کام ایسا نہیں جس پر افسوس کیا جائے‘ بلکہ اس کا ہر کام اچھا ہوتا ہے۔ وہ دانا کیسا ہے جو فضول کام کرے؟ تعزیت کے لیے یہ کہنا چاہیے کہ اللہ کا حکم ایسا ہی تھا اور زبان سے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا جائے۔ نیز گھر والوں کو صبر کی تلقین کی جائے اور بتایا جائے کہ یہ صدمہ آپ لوگوں کے لیے بڑے اجر کا باعث بن جائے گا اور اللہ اس کے بدلے میں آپ کو ان شاء اللہ نعم البدل دے گا‘ کیونکہ دنیا کی یہ تکلیفیں اور صدمات اجر کا باعث ہیں۔ کسی شخص کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو یہ بھی اس کے لیے اجر کا باعث ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی کوئی چیز مثلاً چابی یا چاقو وغیرہ گم ہو جائے اور وہ اس کی تلاش میں پریشانی اٹھائے‘ مگر وہی چیز اسے اپنی ہی جیب سے مل جائے تو اس پر بھی اس کو اجر ملے گا۔ شرط یہ ہے کہ وہ ہر کام میں فاعل حقیقی اللہ ہی کو سمجھے اور صبر کرے۔

بیماری بہت بڑی مشکل اور پریشانی ہے۔ مگر اس کے بدلے میں انسان کی خطاؤں اور گناہوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتے تو فرماتے یہ بیماری تمہارے گناہوں کو مٹا دے گی۔ دنیا میں صدمات‘ مشکلات اور بیماریوں میں مبتلا رہنے والوں کو جب اگلی زندگی میں اعلیٰ اجر ملے گا تو دوسرے لوگ تمنا کریں گے کہ کاش دنیا کی زندگی میں ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹے جاتے۔

بڑوں کی نماز جنازہ میں مغفرت کی دعا کی جاتی ہے مگر معصوم بچوں کی نماز جنازہ پڑھتے وقت ان کے لیے بخشش کی دعا نہیں کی جاتی‘ بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے کہ اس معصوم کی وفات کو ہمارے لیے اجر کا باعث بنا! یہ ہمارے لیے ایسا سفارش کرنے والا ہو جس کی سفارش قبول ہو۔ لڑکی بھی ماں باپ کو اتنی ہی پیاری ہوتی ہے جتنا لڑکا۔ پس معصوم لڑکی کی وفات بھی والدین کے لیے بخشش کا سبب بنے گی۔

مناسب ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کے اس نامۂ مبارک کا ترجمہ بھی نقل کر دیا جائے جو آپؐ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو لکھا جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تھا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ایک لڑکے کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے نام یہ تعزیت نامہ لکھایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے معاذ بن جبل کے نام۔ سلام علیک! میں پہلے تم سے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں! (بعد ازاں) دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس صدمہ پر اجر عظیم دے‘ اور تمہارے دل کو صبر عطا فرمائے‘ اور ہم کو اور تم کو نعمتوں پر شکر کی توفیق دے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہماری جانیں‘ ہمارے مال اور ہمارے اہل وعیال یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبارک عطیے ہیں اور اس کی سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا لڑکا بھی تمہارے پاس اللہ کی امانت تھا)۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک چاہا خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا اور جب اس کی مشیت ہوئی اپنی اس امانت کو تم سے واپس لے لیا۔ وہ تم کو اس کا بڑا اجر دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص نوازش‘ اس کی رحمت اور اس کی طرف سے ہدایت (کی تم کو بشارت ہے) اگر تم نے ثواب اور رضائے الٰہی کی نیت سے صبر کیا — پس اے معاذ! صبر کرو اور ایسا نہ ہو کہ جزع وفزع تمہارے قیمتی اجر کو غارت کر دے اور پھر تمہیں ندامت ہو (کہ صدمہ بھی پہنچا اور اجر سے بھی محرومی رہی) اور یقین رکھو کہ جزع وفزع سے کوئی مرنے والا واپس نہیں آتا اور نہ اس سے رنج وغم دور ہوتا ہے‘ اور اللہ کی طرف سے جو حکم اترتا ہے وہ ہو کر رہنے والا ہے‘ بلکہ یقیناً ہو چکا ہے۔ والسلام! (معجم الکبیر اوسط للطبرانی)

❁❁❁

میثاق‘ حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔